دہلی میں مسلم کشی: حکومت اور عدلیہ کا کردار

شکیل رشید ○

نہ اسے 'جھڑپیں' کہا جاسکتا ہے نہ 'احتجاج' ــــــ یہ ایک منظم قتل عام تھا!

دہلی کے فسادات پر یہ جملہ برطانوی خاتون رکن پارلیمان ناڈیا وہٹوم کا ہے۔ برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز (ایوانِ نمایندگان) میں دہلی فسادات پر جو بحث ہوئی اور جس طرح فسادات پر تشویش کا اظہار کیا گیا، وہ ہندستان کی مودی حکومت کا سر شرم سے جھکانے کے لیے کافی ہے۔ بالخصوص اس لیے کہ برطانیہ نے تو اپنے ایوان میں دہلی فسادات پر بحث کروائی ہے، لیکن جہاں یہ فسادات ہوئے ہیں، ہندستان کی راجدھانی دہلی، وہاں سے پورے بھارت پر حکومت کرنے والی مودی حکومت دہلی تشدد کے موضوع پر اپنے ایوان میں بحث کرانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ بہیمانہ تشدد کی وارداتوں پر بحث کی اجازت نہ دے کر شاید ان کی 'شدت' اور ان کی 'بہیمیت' کو بے اثر کرنے کی کوشش اس لیے ہے کہ یہ فسادات اب ساری دنیا میں 'مسلم کش فسادات' مانے جارہے ہیں۔ ناڈیا وہٹوم ایک پنجابی سکھ پارلیمنٹیرین ہیں اور ۲۰۱۹ء میں جب انھوں نے الیکشن میں کامیابی حاصل کی تھی، تب وہ ۱۹ برس کی تھیں، سب سے کم عمر رکن پارلیمان۔ انھوں نے نہ صرف یہ کہ دہلی کے تشدد یا فسادات کو 'جھڑپیں' اور 'احتجاج' ماننے سے انکار کیا، بلکہ صاف لفظوں میں وہ بات کہہ دی، جسے کہنے سے بہت سی زبانیں ہچکچا رہی ہیں۔ انھوں نے کہا ''اسے وہی کہیں جو یہ ہے: ہندستانی مسلمانوں کے خلاف مسلسل اور منظم طور پر 'ہندوتوا تشدد' اور وہ بھی بی جے پی کی منظوری سے''۔

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ۲۰۱۴ء میں نریندر مودی حکومت کے قیام کے بعد سے 'ہندوتوا دیوں'

○ ایڈیٹر اُردو نیوز، ممبئی

نے مسلمانوں کے خلاف مسلسل اور منظم پُرتشدد سرگرمیاں شروع کر رکھی ہیں؟ نریندر مودی کے پہلی بار وزیراعظم بننے کے چند روز بعد ہی ماب لنچنگ (ہجومی تشدد) کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ اخلاق سے لے کر پہلو خان تک نہ جانے کتنے لوگوں کو 'گئوکشی' کے الزام میں بڑی ہی بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ ننھے حافظ جنید کو مار مار کر موت کی نیند سُلا دینا بھی کیا منظم حملہ نہیں تھا؟ بلند شہر میں ابھی بس چند روز پہلے دو مسلمانوں کو، اس شبہے میں کہ وہ گئوکشی کے مرتکب ہوئے ہیں، لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے پیٹ پیٹ کر لہولہان کر دیا گیا۔ دونوں ہی نازک حالت میں اسپتال میں داخل کیے گئے تھے۔ یہ تمام واقعات بی جے پی کی 'منظوری' کے بغیر نہ گزرے ہوئے کل میں ہوئے تھے، اور نہ آج اس کے بغیر ممکن ہیں۔

ہم جو کہیں وہی 'کھانا' ہے، وہی 'پینا' ہے۔ ہم جو پڑھائیں وہی پڑھنا پڑے گا، چاہے وہ گیتا کا پاٹھ ہو کہ سوریہ نمسکار میں 'اوم' کی جاپ ہو۔ ابھی عدالت سے طلاقِ ثلاثہ پر پابندی لگوائیں گے۔ ابھی تو بابری مسجد کی زمین بھی لیں گے اور یہ سب کام ہو بھی گئے۔ پھر بھی یہ مسلمان ہندستان چھوڑنے کو تیار نہیں، کیوں نہ ان کی 'شہریت' پر ہی سوالات کھڑے کر دیے جائیں؟ ان سے وہ دستاویزات مانگی جائیں، جو اگر مودی سے بھی مانگی جائیں تو وہ نہ دے سکیں، مگر اس طرح وہ ملک جہاں ان کے آبا واجداد بسے اور مرے، جہاں انھوں نے محنت کی، گھر بسائے، تعلیمی ادارے بنائے، مسجدیں بنائیں، انھیں کھدیڑنے کی سبیل نکالی جائے۔ اسی لیے این آر سی، این پی آر اور سی اے اے لے آئے ہیں۔ اب کیسے بچو گے؟ لیکن مسلمان تو آج بھی اسی سرزمین پر کھڑا ہے، اپنے حق کے لیے آوازیں اٹھا رہا ہے۔

مسلم خواتین نے دہلی سے لے کر یوپی، راجستھان، کرناٹک، بہار، مغربی بنگال، آسام اور ممبئی وغیرہ تک نہ جانے کتنے شاہین باغ بنالیے ہیں۔ یہ 'شاہین باغ' مودی حکومت کو دہلائے ہوئے ہیں اور سی اے اے کے پیچھے اپنا تخریبی دماغ لگانے والے امیت شا کی بھی نیندیں حرام کیے ہوئے ہیں ___ لہٰذا، کیوں نہ انھیں ڈرایا جائے اور ڈرانے کا یہ کام آر ایس ایس اور بی جے پی کے لیڈروں نے کرتے ہوئے نفرت کی ساری باتیں، ساری زہریلی تقریریں، 'دیش کے غداروں کو گولی مارو سالوں کو' جیسے سارے نفرت سے بھرے ہوئے نعرے مسلسل منظم، منصوبہ بند انداز سے

دُہرائے گئے اور عام کیے گئے۔ ان کا مقصد تشدد کی وہ لہر اُبھارنا ہے، جس کی زد میں دہلی آجائے اور نقصان اقلیت کا ہو، مسلم اقلیت کا ہو--- یہاں ہمارا مقصد لاشوں کو ہندوؤں، مسلمانوں، دلتوں وغیرہ میں تقسیم کرنا نہیں ہے۔ تشدد پھوٹے گا تو سب کو لپیٹ میں لے گا، مگر تشدد کا یہ 'رقصِ ابلیس' مسلمانوں کے ہی خلاف تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ 'شاہین باغ' اور بھارت بھر کے دوسرے احتجاجی مظاہروں کو ایک جھٹکے میں 'لپیٹ' دینا تھا، مگر یہ نہیں ہوسکا۔

بی بی سی پر سوتک بسواس کی رپورٹ کا عنوان ہے: ''دلی فسادات کے دوران مسلمانوں کے گھروں کو چُن چُن کر آگ لگائی گئی۔'' محمد منظر اور ان کے خاندان کے لٹنے پٹنے اور برباد ہونے کی داستان بڑی ہی المناک ہے۔ بی بی سی نے ایک ویڈیو رپورٹ جاری کی ہے، جس میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ تشدد پر آمادہ ہندو ہجوم کو پولیس اہلکار پتھر چن چن کر دے رہے ہیں کہ وہ مخالف پر پتھراؤ کرسکیں۔ خود پولیس والے ساتھ ساتھ پتھراؤ کر رہے ہیں۔ بی بی سی نے جب یہ دریافت کیا کہ کیا پولیس والے بھی پتھراؤ کر رہے تھے؟ تب کیمرے کے سامنے لوگوں نے اعتراف کیا کہ ہاں پولیس اہلکار انھیں پتھر اٹھا اٹھا کر مسلمانوں پر پھینکنے کے لیے دے رہے تھے اور خود بھی پتھراؤ کر رہے تھے۔ ہمانشو راٹھور نام کے ایک شخص کا بیان ہے: ''ہمارے پاس یہاں پتھر کم تھے، لہٰذا پولیس والے پتھر لے کر آئے تاکہ ہم پتھراؤ کرسکیں''۔ اس ویڈیو میں پولیس کے ذریعے مسلمانوں پر تشدد ڈھانے کی مکمل منصوبہ بندی عیاں ہے۔ لاٹھی ڈنڈوں سے نوجوانوں کی پٹائی اور ایسی شدید کہ فیضان نامی نوجوان نے دم توڑ دیا۔ لاٹھی ڈنڈوں سے پیٹتے ہوئے قومی ترانہ پڑھوانا، گویا پولیس کی ساری سرگرمیوں کا محور یہ تھا کہ مسلمان 'قوم پرست' یا 'نیشنلسٹ' نہیں ہیں۔ دہلی اقلیتی کمیشن کا یہ تسلیم کرنا ہے کہ 'تشدد یک طرفہ تھا اور اس کے لیے بہترین منصوبہ بندی کی گئی تھی، بیرونی غنڈے، شرپسند لوٹ مار میں شریک تھے لیکن انھیں بہرحال مقامی مدد بھی حاصل تھی''۔

ساری دنیا میں 'دہلی فسادات' کی گونج ہے۔ کئی مسلم ممالک نے، البتہ سعودی عرب ان میں شامل نہیں ہے، دہلی کے فسادات کو 'مسلم کش' قرار دیا ہے۔ ایران نے سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ وزارت خارجہ کے سابق سکریٹری کے سی سنگھ 'سفارتی قیمت' کے عنوان سے اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ مودی سرکار کے علاقائی ایجنڈے نے ہندستان کی خارجہ پالیسی

کو مسخ کرنا شروع کر دیا ہے۔ انھوں نے ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف اور ایران کے روحانی رہنما علی خامنہ ای کے دہلی فسادات کی مذمت میں دیے گئے بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے اس اندیشے کا اظہار کیا ہے، کہ اسلامی دنیا سے ہندستان کے رشتے کٹ سکتے ہیں۔ ایران سے قبل ملایشیا اور ترکی نے بھی دہلی فسادات پر ناراضی کا اظہار کیا تھا۔

ویسے 'دہلی فسادات' نے صرف مسلم دنیا ہی کو بے چین اور مضطرب نہیں کیا ہے، ابتدا ہی میں برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز میں 'دہلی فسادات' پر ہوئی بحث کا ذکر آچکا ہے۔ امریکا میں ایک صدارتی امیدوار سینڈرس نے پہلے ہی دہلی کے تشدد کو مسلم کش قرار دے دیا ہے۔ انھوں نے صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے دورۂ ہند پر بھی سخت نکتہ چینی کی ہے۔ اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے کمیشن نے صرف تشویش ہی ظاہر نہیں کی، اس نے سی اے اے کے خلاف سپریم کورٹ میں ایک درخواست تک دے دی ہے۔ بی جے پی کے وہ تمام لیڈر جو 'زہر' بو رہے تھے، آزاد ہیں، ایف آئی آر تک ان کے خلاف درج نہیں ہوئی ہے۔ لیکن بڑی تعداد میں اُلٹا متاثرین ہی کو ملزم قرار دے دیا گیا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ سپریم کورٹ آف انڈیا انھی کے خلاف کارروائی پر مصر ہے۔ سی اے اے کو لاگو کرنے پر پورا زور لگایا جارہا ہے، اور این پی آر میں والدین کی شہریت ثابت کرنے کو ابھی بھی لازمی کہا جارہا ہے ___ اور یہ جو شاہین باغ میں بہادر خواتین بیٹھی ہیں، ان کے خلاف ابھی بھی نعرے لگ رہے ہیں: 'گولی مارو......'

اعلٰی عدالتیں اور بی جے پی حکمرانی

عجب تماشا ہے کہ دہلی کو خون میں نہلانے والی زہریلی تقریروں کا معاملہ اعلٰی عدالت سے کسی طرح سلجھائے نہیں سلجھ رہا، حالانکہ حقائق سب کے سامنے ہیں۔ زہریلی تقریریں کرنے والے بی جے پی کے لیڈران بھی، ان کی زہریلی تقریروں کے آڈیو اور ویڈیو بھی اور ان تقریروں کے نتیجے میں دہلی کی تباہی و بربادی اور تقریباً ۵۰ افراد کی اموات بھی۔ جب اتنے سارے ثبوتوں کے بعد بھی دہلی ہائی کورٹ کپل مشرا، پرویش ورما اور انوراگ ٹھاکر کے خلاف کارروائی کے لیے دہلی پولیس کو حکم دینے سے لاچار اور مجبور ہے، تو اندازہ کر لیجیے کہ یہ عدالت فسادات میں مارے گئے، لوٹے اور برباد کیے گئے لوگوں کے ساتھ کیا انصاف کرے گی!

دہلی کی عدالتیں، ہائی کورٹ بھی اور سپریم کورٹ بھی، دہلی فسادات کے معاملے میں کس قدر 'سنجیدہ' ہیں؟ اس کا اندازہ تو اسی سے ہوجاتا ہے کہ جب ایک جج جسٹس ایس مرلی دھرنے بی جے پی کے زہریلے لیڈروں کی زہریلی تقریروں کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کا سخت حکم دیا، تو انھیں راتوں رات چلتا کر دیا گیا۔ اور اس چلتا کرنے میں بھارت کے چیف جسٹس بوبڑے پیش پیش تھے۔ انصاف کے کھییا وہی تو ہیں اور اس پر غضب یہ کہ جب وہی مقدمہ دوبارہ دہلی ہائی کورٹ میں پیش ہوا، تو جسٹس ایس مرلی دھر کے بعد سماعت کرنے والے بینچ نے، جو دہلی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ڈی این پٹیل اور جسٹس سی ہری پر مشتمل تھا، اس کے حکم کے باوجود ایف آئی آر کیوں درج نہیں کی گئی؟ یہ سوال دریافت کرنے کے بجاے، سماعت کی تاریخ ۱۳/اپریل مقرر کر دی!

کیا یہ بھارت کی عدلیہ کا کام نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھے، شرپسندوں اور ظالموں کو فوری طور پر کٹہرے میں کھڑا کرے، اور عوام تک یہ پیغام پہنچائے کہ ملک کی عدالتیں سارے حالات پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور لوگ اطمینان رکھیں کہ انصاف کیا جائے گا، قصورواروں کو بخشا نہیں جائے گا چاہے وہ کتنے ہی طاقت ور کیوں نہ ہوں؟ اگر ہم سارے معاملے کا بغور جائزہ لیں تو اندازہ ہوجائے گا کہ، مرکز کی بی جے پی کی حکومت، یہ نہیں چاہتی کہ کپل مشرا، پرویش ورما اور انوراگ ٹھاکر جیسے آگ اُگلنے والوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہو۔

عدالت کے اندر، ہائی کورٹ میں بھی اور سپریم کورٹ میں بھی سالیسٹر جنرل تشار مہتا بس ایک ہی جملہ رٹتے رہے ''ابھی ایف آئی درج کرانے کے لیے حالات ٹھیک نہیں ہیں''۔ مطلب یہ کہ اگر بی جے پی کے لیڈروں کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی تو تشدد کا دور پھر سے شروع ہوسکتا ہے۔ کیا اس کا ایک مطلب یہ نہیں نکلتا کہ دہلی کے مسلم کش فسادات کے ذمے دار بی جے پی کے لیڈر ہی ہیں؟

کیا یہ اپنے آپ میں اقرار کرنا نہیں ہے کہ اگر بی جے پی کے کسی لیڈر کے خلاف معاملہ درج ہوا تو دہلی کو اسی طرح سے پھر پھونک دیا جائے گا، جس طرح سے کہ پھونکا گیا ہے؟ اسے اقرار کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مراد یہ ہے کہ عدالت کو تو بی جے پی لیڈران کے تشدد میں ملوث ہونے کا مزید ثبوت مل گیا ہے، اور اس کے باوجود وہ خاموش اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے!!